کرونا وائرس کی وجہ سے فوت شدہ شخص کے غسل و نمازِ جنازہ کے احکام

ریفرنس نمبر:kan-14845　　　　تاریخ:26-03-2020

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ یو کے سمیت کئی ممالک میں کرونا وائرس کے سبب انتقال کرنے والے مسلمانوں کی میت کو ہسپتال کی طرف سے پلاسٹک بیگ میں لپیٹ کر تابوت میں بند کر دیا جاتا ہے اور اس کو غسل نہیں دیا جاتا، صرف اس تابوت کے ساتھ دفنانے کی اجازت ہوتی ہے۔ تو اب اس کے غسل اور جنازے کا کیا حکم ہو گا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

مسلمان میت کو غسل دینا فرض کفایہ ہے، اگر قدرت کے باوجود اس کو غسل نہ دیا گیا، تو یہ گناہ ہے، لہذا جہاں جہاں مسلمانوں کے لیے ممکن ہے جیسے اسلامی ممالک میں جہاں پابندی نہیں اور دیگر ممالک جہاں غسل دینے میں ممانعت نہیں، تو وہاں غسل لازمی دیا جائے گا۔ لیکن صورت مسئولہ میں جب اس کو نہ پانی کے ذریعے غسل دینے کی اجازت ہے اور نہ ہی تیمم کرانے کی ، تو حکم شرع یہ ہے کہ دفنانے کے بعد اس کی قبر پر فوری نماز جنازہ ادا کر لی جائے، اگر اتنی تاخیر کر دی گئی جس سے ظنِ غالب ہو گیا کہ اس کی لاش سلامت نہ رہی ہو گی، تو اب اس کی قبر پر بھی نمازِ جنازہ نہیں پڑھ سکتے۔

جب کوئی مسلمان انتقال کر جائے، تو دیگر مسلمانوں پر اس کو غسل دینا، اس کو کفن دینا، اس کا جنازہ پڑھنا اور دفنانا فرض کفایہ ہے۔ اگر کسی مسلمان میت کو پانی سے غسل دینا ممکن نہیں، مثلا پانی میسر ہی نہیں یا میت کا جسم اس قابل نہیں تو اس کو تیمم کروایا جاتا ہے، یا پانی میسر ہے اور میت کا جسم ایسا ہے کہ اس کو مسنون غسل دیں، تو میت کا جسم خراب ہو گا۔ مثلا اس کا جسم جلا ہوا ہے تو اوپر سے پانی بہا دیا جائے گا۔ **(فقہائے کرام نے یہی احکام بیان کیے ہیں، کفن کے اوپر سے اس پر پانی بہانا یا اس پر مسح کر دینا یا تابوت پر مسح کر دینا، ان کا میت سے تعلق نہیں، پٹی پر مسح وغیرہ کے احکام زندہ مسلمانوں کے ہیں۔)**

یہاں جب غسل دینا مسلمانوں کے لیے بظاہر ممکن نہیں تو بقایا فرائض کو نہیں چھوڑا جائے گا، کفن ضرورت امید ہے اسے ہسپتال کی طرف سے ہی دے دیا جاتا ہو گا اور وہ ایک کپڑا ہے جس سے جسم چھپ جائے، تدفین کا فریضہ بھی اس کا ادا کیا جائے گا اور نمازِ جنازہ اس کی قبر پر پڑھ کر اس فرض کو بھی پورا کیا جائے۔

نماز جنازہ کے صحیح ہونے کے لیے ایک شرط یہ ہے کہ میت کو غسل دیا جا چکا ہو، البتہ جب غسل متعذر ہو جائے تو غسل ساقط ہو جاتا ہے۔ فقہائے کرام نے اس کی مثال یہ دی ہے کہ اس کو دفنا دیا گیا اور اس پر مٹی ڈال دی گئی ہو، چونکہ اب نبشِ قبر جائز نہیں تو میت اس حال کو پہنچ گئی کہ اس کو غسل دینا متعذر ہو گیا اب اس کی قبر پر ہی اس کی نماز جنازہ ادا کی جائے گی۔

تبیین الحقائق پھر فتاوی عالمگیری میں تبیین ہی کے حوالے سے ہے :”وشرطها: إسلام الميت وطهارته ما دام الغسل ممكنا، وإن لم يمكن بأن دفن قبل الغسل ولم يمكن إخراجه إلا بالنبش تجوز الصلاة على قبره للضرورة، ولو صلي عليه قبل الغسل ثم دفن تعاد الصلاة لفساد الأولى“میت پر جنازہ درست ہونے کی شرط میت کا مسلمان ہونا ہے اور جب تک غسل ممکن ہے اس کو غسل دینا شرط ہے، اگر غسل دینا ممکن نہ ہو بایں طور کہ اسے غسل سے قبل ہی دفنا دیا گیا اور اب قبر کھولے بغیر اسے نکالنا ممکن نہیں تو اس کی قبر پر ضرورت کی وجہ سے نمازِ جنازہ پڑھنا جائز ہے اور اگر اس پر بلا غسل ہی نماز پڑھ لی گئی تھی پھر اسے دفنا دیا گیا تو پہلی نماز کے فاسد ہونے کے سبب اس نماز کا اعادہ کیا جائے گا۔“

(تبيين الحقائق، ج1، ص239، طبع قاهره، الفتاوى الهندية، ج1، ص163، مطبوعه دار الفكر، بيروت)

فتاوی والوالجیہ میں ہے:” إذا دفن قبل أن يغسل يصلى على قبره لأنه صار بحال تعذر غسله“ جب میت کو غسل سے قبل دفنا دیا گیا تو اس کی قبر پر نماز پڑھی جائے گی اس لیے کہ وہ اس حال کو پہنچ چکی کہ اس کو غسل متعذر ہو گیا۔

(فتاوى والوالجيه، جلد1، صفحه155، مطبوعه دار الكتب العلميه)

درر الحکام شرح غرر الاحکام میں ہے:” (وإن دفن بلا صلاة صلي على قبره ما لم يظن تفسخه) والمعتبر فيه أكبر الرأي على الصحيح لأنه يختلف باختلاف الزمان والمكان والأشخاص “اور اس پر نماز پڑھے بغیر اسے دفنا دیا تو اس کی قبر پر نماز پڑھی جائے گی جب تک اس کے پھولنے پھٹنے کا گمان نہ ہو اور اس میں اعتبار صحیح قول پر اکبر رائے کا ہے کیونکہ میت کا پھول پھٹ جانا وقت جگہ اور افراد کے اعتبار سے مختلف ہوتا ہے۔

اس پر حاشیہ شرنبلالی میں ہے:”أي بأن أهيل عليه التراب سواء غسل أو لا لأنه صار مُسَلَّما لمالكه تعالى، وخرج عن أيدينا، فلا يتعرض له بعد ذلك لزوال إمكان غسله أي شرعا، فتجوز الصلاة عليه بلا غسل نظرا لكونها دعاء من وجه هنا للعجز بخلاف ما إذا لم يهل، فإنه يخرج ويغسل ويصلى عليه كما في الفتح “یعنی (اس پر نماز پڑھے بغیر اسے دفنا دیا گیا تو۔۔۔ الخ) بایں طور کہ اس پر مٹی ڈال دی گئی ہو چاہے اسے غسل دیا ہو یا نہ دیا ہو اس لیے کہ وہ اپنے مالک رب تبارک وتعالی کے سپرد کر دیا گیا اور ہمارے ہاتھوں سے نکل چکا ہے، تو شرعا غسل کے امکان کے زائل ہونے کے سبب ہم اس کے درپے نہیں ہوں گے، لہذا عجز کے سبب اس پر بلا غسل بھی نماز جنازہ جائز ہو گی، اس علت کے پیشِ نظر کے نماز جنازہ من وجہ دعا ہے، بر خلاف اس صورت کے کہ جب اس پر مٹی نہ ڈالی گئی ہو کیونکہ اب اسے نکالا جائے گا، غسل دیا جائے گا اور اس پر نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی۔ اسی طرح فتح القدیر میں ہے۔ **(غنية ذوى الاحكام، جلد1، صفحه165، مطبوعه دار احياء الكتب العربيه)**

تنویر الابصار مع درمختار میں ہے:” (وشرطها) ستة (إسلام الميت وطهارته) ما لم يهل عليه التراب فيصلى على قبره بلا غسل، وإن صلي عليه أولا استحسانا“

علامہ شامی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں:” (قوله: ما لم يهل عليه التراب) أما لو دفن بلا غسل ولم يهل عليه التراب فإنه يخرج ويغسل ويصلى عليه جوهرة“

مزید فرماتے ہیں: ” (قوله فيصلى على قبره بلا غسل) أي قبل أن يتفسخ كما سيأتي عند قول المصنف: وإن دفن بلا صلاة. هذا، وذكر في البحر هناك أن الصلاة عليه إذا دفن بلا غسل رواية ابن سماعة عن محمد، وأنه صحح في غاية البيان معزيا إلى القدوري وصاحب التحفة أنه لا يصلى على قبره لأنها بلا غسل غير مشروعة رملي ويأتي تمام الكلام عليه.

(قوله وإن صلي عليه أولا) أي ثم تذكروا أنه دفن بلا غسل (قوله استحسانا) لأن تلك الصلاة لم يعتد بها لترك الطهارة مع الإمكان والآن زال الإمكان وسقطت فريضة الغسل جوهرة"مفہوم عبارت اوپر گزر چکا۔

(الدر المختار مع رد المحتار، جلد2، صفحہ 207-208، طبع دار الفکر، بیروت)

بہار شریعت میں نماز جنازہ میں میت سے متعلق شرط کے بیان میں ہے:"میت کا بدن و کفن پاک ہونا، بدن پاک ہونے سے یہ مراد ہے کہ اُسے غسل دیا گیا ہو یا غسل ناممکن ہونے کی صورت میں تیمم کرایا گیا ہو اور کفن پہنانے سے پیشتر اُس کے بدن سے نجاست نکلی تو دھو ڈالی جائے اور بعد میں خارج ہوئی تو دھونے کی حاجت نہیں اور کفن پاک ہونے کا یہ مطلب ہے کہ پاک کفن پہنایا جائے اور بعد میں اگر نجاست خارج ہوئی اور کفن آلودہ ہوا تو حرج نہیں۔

بغیر غسل نماز پڑھی گئی نہ ہوئی، اُسے غسل دے کر پھر پڑھیں اور اگر قبر میں رکھ چکے، مگر مٹی ابھی نہیں ڈالی گئی تو قبر سے نکالیں اور غسل دے کر نماز پڑھیں اور مٹی دے چکے تو اب نہیں نکال سکتے، لہٰذا اب اُس کی قبر پر نماز پڑھیں کہ پہلی نماز نہ ہوئی تھی کہ بغیر غسل ہوئی تھی اور اب چونکہ غسل ناممکن ہے لہٰذا اب ہو جائے گی۔" **(بہار شریعت، حصہ4، صفحہ 827-828، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)**

اس صورت میں بھی قبر پر نماز جنازہ درست ہونے کے لیے شرط یہ ہے کہ اس کے بدن کے سلامت رہنے کا ظنِ غالب ہو، حاشیہ شرنبلالی سے ایک تصریح اوپر مذکور ہو چکی۔

متن مختار اور غنیۃ المتملی میں ہے:" والنظم للثاني ومن دفن ولم يصل عليه صلي علي قبره ما لم يغلب على الظن أنه تفسخ " جسے دفن کر دیا گیا اور اس پر نماز جنازہ نہ پڑھی گئی تھی تو اس کی قبر پر نماز پڑھی جائے گی جب تک اس کے پھولنے پھٹنے کا ظنِ غالب نہ ہو۔

(المختار مع الاختیار، جلد1، صفحہ94، طبع دار الکتب العلمیہ۔ غنیۃ المتملي، صفحہ508، طبع لاھور)

بہارِ شریعت میں ہے:" میت کو بغیر نمازِ جنازہ پڑھے دفن کر دیا اور مٹی بھی دے دی گئی تو اب اس کی قبر پر نماز پڑھیں گے جب تک پھٹنے کا گمان نہ ہو، اور مٹی نہ دی گئی ہو تو نکالیں اور نماز پڑھ کر دفن کریں اور قبر میں نماز پڑھنے میں دنوں کی کوئی تعداد مقرر نہیں کہ کتنے دن تک پڑھی جائے کہ یہ موسم اور زمین اور میت کے جسم کے اختلافات سے مختلف ہے۔ گرمی میں جلد پھٹے گا اور جاڑے میں بدیر، شور زمین میں جلد، خشک اور غیر شور میں بدیر، فربہ جسم جلد، لاغر بدیر" **(بہارِ شریعت حصہ4 صفحہ840 مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)**

واللہ اعلم عزوجل **و رسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــہ

ابو حمزہ محمد حسان عطاری

01 شعبان المعظم 1441ھ/26 مارچ 2020ء

الجواب صحیح

مفتی فضیل رضا عطاری

نوٹ: دار الافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net کے ذریعے کی جا سکتی ہے